معاشرتی تحرک برائے خواندگی

خواندگی سب کے لیے پراجیکٹ

ایلیمنٹری ایجوکیشن فاؤنڈیشن، صوبہ سرحد

بہ اشتراک وتعاون: یونیسکو اسلام آباد

(جملہ حقوق حق ایلیمنٹری ایجوکیشن فائونڈیشن حکومت صوبہ سرحد محفوظ ہیں)

معاشرتی تحرک برائے خواندگی

بہ اشتراک وتعاون

یونیسکو

اسلام آباد ، پاکستان

خواندگی سب کے لیے پراجیکٹ

ایلیمنٹری ایجوکیشن فاؤنڈیشن، حکومتِ صوبہ سرحد

مصنف: **محمد مشتاق جدون**

سابق پراجیکٹ ڈائریکٹر

خواندگی پراجیکٹ، حکومتِ صوبہ سرحد

معاون مصنف: **واصل نواز خٹک** (ڈپٹی ڈائریکٹر، ایلیمنٹری ایجوکیشن فاؤنڈیشن، حکومتِ صوبہ سرحد)

نظرِ ثانی: **عبداللہ** (سابق چیف سیکرٹری، حکومت صوبہ سرحد)

مشاورت وریویو کمیٹی: **ظاہر شاہ**

مینجنگ ڈائریکٹر، ایلیمنٹری ایجوکیشن فاؤنڈیشن، حکومتِ صوبہ سرحد

پراجیکٹ ڈائیکٹر، خواندگی پراجیکٹ، حکومتِ صوبہ سرحد

ڈاکٹر ممتاز منگلوری (ماہر تعلیم صوبہ سرحد)

مبارک حسین (سیکرٹری، ٹیکسٹ بک بورڈ، صوبہ سرحد)

حبیب اللہ خان (پروگرام منیجر لٹریسی، اسلام آباد)

اشرف علی (ڈائریکٹر PITE، صوبہ سرحد)

قیصر و خان (کنسلٹنٹ، PEACE، صوبہ سرحد)

سید جواد علی شاہ (ڈپٹی ڈائریکٹر، خواندگی پراجیکٹ، حکومتِ صوبہ سرحد)

سید امجد علی شاہ (پلاننگ آفیسر، ایلیمنٹری ایجوکیشن فاؤنڈیشن، حکومتِ صوبہ سرحد)

کریم خان (سیکٹر ڈائریکٹر، دیر، خواندگی پراجیکٹ، حکومتِ صوبہ سرحد)

تدوین: **ڈاکٹر ممتاز منگلوری** (ماہر تعلیم صوبہ سرحد)

ٹائپ وکمپوزنگ: **شاہ فیصل** (آفس وکمپیوٹر اسسٹنٹ، ایلیمنٹری ایجوکیشن فاؤنڈیشن، حکومتِ صوبہ سرحد)

شائع کردہ: ایلیمنٹری ایجوکیشن فاؤنڈیشن، حکومتِ صوبہ سرحد

بہ اشتراک وتعاون یونیسکو اسلام آباد، پاکستان

تاریخ اشاعت:

پیش لفظ

خواندگی کا فروغ بذریعہ غیر رسمی طریقہ تعلیم خاص کر نو عمر اور بالغان افراد کے لیے معاشرتی تحرک کے بغیر مشکل ہے۔خواندگی کے فروغ کے ہر منصوبے کی بنیاد ہی اس تصور پر رکھی جاتی ہے۔کہ کمیونٹی اس میں زور و شوق سے شرکت کرے گی۔رسمی طریقہ تعلیم کے برعکس غیر رسمی طریقہ تعلیم کے ذریعے سے فروغ خواندگی کی کامیابی کا دارومدار کمیونٹی کی شرکت پر ہے۔لیکن یہ تصور کر لینا کہ خواندگی منصوبہ کے شروع ہوتے ہی مقامی معاشرہ آمادہ بر تعاون ہوگا۔حقیقت پر مبنی نہیں ہوگا۔کمیونٹی کی شراکت اور تعاون ایک مشکل کام ہے۔کیوں کہ خواندگی منصوبہ پر کام کرنے والوں کے پاس کمیونٹی کو پیش کرنے کے لیے کوئی مالی ترغیبات نہیں ہوتیں۔اس کے لیے ایک خاص منصوبہ بندی اور مہارت کی ضرورت ہے۔اس مینوئل کا مقصد عملہ فیلڈ کو چند اصولوں سے آگاہ کرنے کے ساتھ معاشرتی تحرک کے لیے ایک مہارت پیدا کرنا اور درست سمت میں ان کی راہنمائی کرنا ہے۔

امید ہے کہ ماہرین اور فیلڈ عملہ کی رائے کے بعد اس میں مزید بہتری لائی جا سکے گی۔

محمد مشتاق جدون

پروگرام ڈائریکٹر، پیپلز پروگرام برائے بنیادی صحت، صوبہ سرحد

سابق پراجیکٹ ڈائریکٹر، خواندگی پراجیکٹ،

ایلیمنٹری ایجوکیشن فاؤنڈیشن، حکومتِ صوبہ سرحد

فہرست

حصہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
1	حکمتِ عملی کا بنیادی نکتہ	1
2	ہمارا معاشرہ	6
3	سماجی جائزہ	12
4	موجودہ صورتحال اور فروغِ خواندگی	15
5	معاشرتی تضادات	21
6	سماجی تحرک برائے فروغِ خواندگی	25

حصّہ اول

حکمتِ عملی کا بنیادی نکتہ

حکمتِ عملی کا بنیادی نکتہ

1. حکمتِ عملی کا بنیادی نکتہ

معاشرتی تحرک کے لیے کام اور سرگرمی کا تسلسل بہت زیادہ ضروری ہے۔ اگر معاشرہ اور کارکنان سرگرمی کو تسلسل کے بارے میں تشویش اور شکوک ہوں تو معاشرہ متحرک نہیں ہو سکتا۔ خواندگی اور دوسرے فلاحی پراجیکٹ میں 2 سال 3 سال یا 5 سال کا عرصہ جو پہلے سے متعین کر دیا جاتا ہے یہ اس سرگرمی میں یہاں (Inbuilt) عارضی پن یا عدم تسلسل (Discountinuity) کا پیغام دیتا ہے۔ اس پیغام ہی سے ساری منصوبہ بندی متاثر ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ سارا نظام اور تانے بانے (Network) بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ لوگ اس سرگرمی سے یا تو بدظن ہو جاتے ہیں یا عدم توجہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

خواندگی اور اس کے فروغ کی افادیت مسلمہ ہے۔ مسلۂ اس کی افادیت کو ثابت کرنا نہیں ہے بلکہ اس کی وسعت کو برقرار رکھنا اور سرگرمی کو پائیدار کرنا ہے۔

خواندگی پروگرام کے وسعت کے بارے میں بھی دو رائے نہیں ہو سکتیں کیونکہ اس کی ضرورت کی سنگینی کا اندازہ ان سادہ اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے کہ ملک میں 5 کروڑ افراد ان پڑھ ہیں۔ صرف صوبہ سرحد میں ہر سال 3 لاکھ ناخواندہ افراد کا اضافہ ہو رہا ہے۔ آج تک کتنا کام ہو چکا ہے سال رواں میں کتنا کام کرنا ہے اور کتنا کرنا چاہئے اور اندازاً اگلے پانچ سالوں میں ناخواندہ افراد کا کتنا اضافہ ہو جائے گا۔ یہ ساری حکمتِ عملی پہلے سے طے کرنی ہے۔

یہ اہداف، اعداد و شمار صرف منصوبہ بندی اور تعلیمی طبع آزمائی کے لیے نہ ہوں بلکہ یہ ایک طاقت ور پیغام کی شکل میں ہوں اور پیغام تینوں اطراف کو جانا چاہئے۔ یعنی

1۔ حکومت

2۔ ناخواندہ افراد

3۔ خواندگی پروگرام سے منسلک افراد / عملہ

یہ پیغام واضح کرے کہ ہر سال خواندہ کے مقابلے میں ناخواندہ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس کو روکنا ہے۔

اس وسیع کام کے لیے نرم رفتاری اور سرکاری نوعیت کے رویے کافی نہیں ہیں۔ اُس کے لیے ایک کامیاب ''جست'' (Break Through Leap) چاہیے۔ یہ جست اتنی مؤثر ہو کہ کام کو آگے بڑھانے کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کر سکے۔ ورنہ یہ اُس دلچسپ منظر کی کہانی ہو گی جس میں ایک قدم آگے اور دو قدم پیچھے کا سفر ہوتا ہے۔ لٰہذا اس کے لیے عام تدابیر کی بجائے "جست کی پالیسی" ہونی چاہیے۔ اس (جست) کے مختلف نام ہو سکتے ہیں۔ جیسے

(i)۔ قوت کی یکجائی وارتکاز (Synchronisation of energy)

(ii)۔ طاقت کا فروغ (Forces Multiplied)

(iii)۔ اجتماعی حکمتِ عملی (Integrated Approach)

(iv)۔ سماجی و معاشی تحرک (Socio-economic Mobilisation)

تیسری دُنیا کے ممالک میں ترقیاتی عمل میں بنیادی نقص یہ ہے کہ وہ سماجی تحرک کا نام تو لیتے ہیں لیکن ذمہ داری سماج یا معاشرہ ہی پر ڈال دیتے ہیں۔ سماج یا معاشرہ مطلوبہ وسائل کی فراہمی کے بجائے تنقید کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح معاشرے اور ترقیاتی عمل کے درمیان ذہنی دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہاں یہ ضروری ہے کہ مسئلہ سماج کے تحرک کا نہیں، کارکنان اور ترقیاتی عمل کی تحرک کا ہے۔ کیونکہ کارکنوں کی تحریک ہی سماجی تحریک کی ضامن ہے۔

اب یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ پڑھائی لکھائی یا خواندگی اچھی چیز ہے۔ یہ ساری دنیا جانتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اس سارے عمل میں جو جھول محسوس ہوتی ہے اور جو کارکنوں کے معاشرہ، سماج کے بارے میں ذہنی تحفظات ہیں جس کی وجہ سے سارا عمل کمزور پڑ رہا ہے۔ لٰہذا ہماری منصوبہ بندی اور ترقیاتی عمل کا محور ترقیاتی عمل کے کارکن ہونے چاہئیں اور کارکنوں میں مناسب تحرک پیدا کرنے کے لیے مندرجہ ذیل عوامل ضروری ہیں۔

(a)۔ جس اکائی میں کام ہو رہا ہو مثلاً گاؤں، تحصیل، یونین کونسل یا ضلع اس میں بسنے والی آبادی کو مجموعی تاثر اور اس کے ساتھ ساتھ مسائل اور

معاشرے کا صحیح ادراک مثلاً

- زرعی معاشرہ
- چھوٹے مالکان
- کاروباری طبقہ
- مزدور کار طبقہ
- بے روزگار طبقہ
- عمر کے لحاظ سے آبادی کی انداز اً تقسیم وغیرہ۔

ان تمام اور دیگر امور کا جائزہ لے کر ادارہ جاتی معاونت کی صحیح نشاندہی ضروری ہے تاکہ اس بات کا صحیح جائزہ لیا جا سکے کہ کون سا ادارہ کس جگہ زیادہ مؤثر ہوگا۔ان اداروں میں مساجد، مکاتب، سماجی تنظیمیں ،برادرانہ ہم آہنگی اور پیشہ ورانہ تنظیموں اور دیگر اداروں کا تعاون بہت ضروری ہے۔

اس امر کا جائزہ بھی درکار ہے کہ کون سے عوامل کس جگہ زیادہ مؤثر ہوں گے۔اور اس کے لیے ایک عملی چارٹ (Operational Chart) کا بنانا نہایت ضروری ہے۔عملے کا یہ ذہنی تاثر کہ معاشرہ بوجوہ اس نیک کام کے مخالف ہے درست نہیں کیونکہ اس تاثر سے غیر محسوس طور پر ایک ذہنی فرار کی کیفیت محسوس ہوتی ہے جو عام طور پر کارکنوں کی طرز عمل، طریق کار، گفتگو میں نمایاں رہتی ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ضلع بلکہ تحصیل کی سطح پر علاقائی موزونیت کو سامنے رکھتے ہوئے ایک علیحدہ عملی منصوبہ ہونا چاہئے جس کے تحت ذیلی پلان بھی ہونا چاہئیں تاکہ ہر خواندگی مرکز کو ایک ایسی فضا ملے جو وہاں کے آبادی کے مزاج کے ہم آہنگ ہو۔یہ بہت بڑا کام ہے اور اس کے لیے پراجیکٹ کے تسلسل کی ضمانت بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔

دوسرا پہلو جو زیادہ نمایاں کرنا ضروری ہے وہ ہے نصاب کی ایسی تشکیل جو بذاتِ خود ایک محرک ہو اور ناخواندہ افراد کی دلچسپی اور تحریک کا باعث ہو۔اس تحرک کو ناپنے کے لیے نصاب میں خود کار عمل ہونا چاہئے اور ہر مہینے کے بعد ہر مرکز کا اپنا ایک گراف بنایا جائے جو یہ ظاہر کرے کہ شرکاء سنٹر یا پروگرام میں کس نوعیت کی قابلیت یا اہلیت کو کس طرح آنے والے پروگرام کے لیے مؤثر طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔اس طرح لرنرز بذاتِ خود ایک (Recipient)

کے بجائے ایک (Input) ہو جاتے ہیں۔ یہ کام جہاں پیچیدہ ہے وہاں دلچسپ بھی ہے۔ اور اس تبدیلی کے ناپنے سے کارکنوں کی کارکردگی بھی سامنے آجاتی ہے۔

نصاب سازی کے لیے یہ ضروری ہے کہ لرنرز میں وقت کے ساتھ ساتھ یہ صلاحیت پیدا ہو جائے کہ وہ لکھنے، پڑھنے، سادہ حساب کتاب اور سادہ اخبار بینی کے قابل ہو جائیں۔

ناخواندہ افراد میں قرآن خوانی کی صلاحیت اگر پہلے سے موجود ہے تو اُسی رسم الخط میں مزید صلاحیت پیدا کی جائے۔ بین الاقوامی سطح پر اوپر اور نیچے کی تبدیلی کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ ملائیشیا نے بنیادی سطح پر کام کا آغاز کیا اور آج وہ عالمی سطح کی معاشی قوت ہے۔ زائرے نے تبدیلی کا آغاز اوپر کی سطح یعنی یونیورسٹی کی سطح سے کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ ملک دُنیا کے ترقیاتی نقشے سے غائب ہو گیا۔

قصہ مختصر پراجیکٹ کا تسلسل، کارکنوں کا اپنا تحرک، نصاب کی موزونیت جو خود ایک تحرک پیدا کرے، بنیادی اصول ہیں جس کے ساتھ ساتھ ہر اکائی جس میں کام ہو رہا ہو اس کی اپنی معاشرتی تشخص کا ادراک کرے تاکہ کوئی ذہنی اُلجھن پیدا نہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ فروغ خواندگی کی ذمہ داری ریاست کی ایک مستقل ذمہ داری کی حیثیت اختیار کرے اور ریاست اپنے موجودہ اور مستقبل اور تمام منصوبوں میں خواندگی کے فروغ کو اپنے منصوبہ بندی کا مستقل جزو قرار دے۔ ریاست اس ذمہ داری کو معاشرہ پر نہ ڈالے اور نہ ہی اس بنیادی ذمہ داری کو کسی دوسرے ادارے کے سپرد کیا جاسکتا ہے۔

حصّہ دوم

ہمارا معاشرہ

ہمارا معاشرہ

2. ہمارا معاشرہ

معاشرہ صدیوں کی تہذیب وتمدن کی ترویج کے نتیجہ میں تشکیل پاتا ہے۔ معاشرہ ایک جاندار حقیقت ہے اور ایک جاندار کی طرح ہی عمل اور ردِ عمل کرتا ہے۔ مختلف عوامل کے نتیجے میں معاشرے میں ثقافتی اور اخلاقی قدریں تہہ در تہہ موجود ہوتی ہیں۔ معاشرے میں موجود مختلف اجزاء اور سماجی اداروں کے تجزیے سے اس کے ثقافتی خدوخال کو سمجھنے میں ملتی ہے۔

کسی بھی معاشرے کو سمجھنے کے لیے اس کی مروجہ اخلاقی قدریں، تاریخی عوامل اور اس کے اجزاء کا تنقیدی جائزہ ضروری ہے۔ بیشتر منصوبوں کی ناکامی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ منصوبہ ساز اور اس پر عمل درآمد کرنے والے متعلقہ معاشرے کی ہیئت ترکیبی کو سمجھے بغیر کام شروع کر دیتے ہیں۔ بلاشبہ ان کی نیت خلوص پر مبنی ہوتی ہے وہ متعلقہ معاشرے کو ترقی دینا چاہتے ہیں لیکن معاشرہ اکثر ایسے "منصوبوں" کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ منصوبہ ساز اور اس پر عمل درآمد کرنے والے کسی بھی ایسے ردِ عمل کو اس معاشرے کی جاہلیت پر محمول کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں وہ معاشرہ انتہائی پسماندہ اور سوچ سے عاری ہوتا ہے، اس لیے منصوبہ شروع کرنے سے پہلے معاشرے کو حکمت ودانش سے آگاہ کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ایسی ذہنی سوچ کے ساتھ خواندگی کو دانشمندی کی علامت اور ناخواندگی کو جاہلیت کا معیار قرار دیا جاتا ہے۔ اس قسم کی سوچ رکھتے ہوئے کام شروع کرنے کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مقامی معاشرہ تعاون اور منصوبے کا حصہ بننے کی بجائے معاندانہ رویہ اپنا لیتا ہے۔ منصوبہ ساز اور عمل درآمد کے ذمہ دار افراد ذہنی دباؤ اور مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ مریض ان کے شفا دینے والے نسخہ کے مطابق عمل کرنے سے انکاری کیوں ہے۔ یاد رہے کہ نیم قبائلی اور قبائلی معاشرے میں تصورات حقیقت سے زیادہ مؤثر ہوتے ہیں۔ دراصل اس قسم کا معاشرہ پہلے سے طے شدہ تصورات میں کسی خارجی ذرائع سے تبدیلی کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

2.1 اجزائے معاشرہ (Segments of Society)

برادری (کمیونٹی اور قبیلہ)

ہمارے ادب اور تحقیقی مقالوں میں برادری (کمیونٹی) اور قبیلہ (Tribe) کو ایک ہی معنی میں لیا جاتا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کا اٹوٹ انگ ہوتے ہیں، البتہ قبیلے میں باہمی خونی رشتہ اور تعلق مستقل ہوتا ہے جبکہ برادری میں ایسا نہیں ہوتا۔ کمیونٹی کی آسان تعریف یہ ہے کہ کسی ایک جگہ رہنے والے افراد جن کے مفادات یکساں ہوں اور ایک دوسرے پر باہمی انحصار ہو۔ بعض دفعہ کمیونٹی کا کسی خاص جغرافیائی حدود تک محدود ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ مذہبی بنیادوں پر بھی برادری کا نام استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً بھارت میں شودر یا دلیت یا ہریجن برادری۔ کسی ایک برادری میں مختلف قبیلے ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک قبیلے میں بھی ایک سے زیادہ کمیونٹی ہو سکتی ہیں۔ پنجاب میں برادری اور قبیلے کو ہم معنی سمجھا جاتا ہے مثلاً گجر اور آرائیں برادری۔ خاندان، برادری یا قبیلے معاشرہ کے اہم جزو اور قبائلی معاشرے کی بنیاد ہی خاندان پر ہے۔ قبیلہ خاندان کی ایک پھیلی ہوئی شکل ہے۔ اسی طرح کمیونٹی کے مؤثر یا غیر مؤثر ہونے میں خاندان کا اہم کردار ہوتا ہے۔ ہمارا مشترکہ خاندان کا نظام قبیلے اور کمیونٹی کی مضبوطی کو یقینی بنانے میں بنیاد فراہم کرتا ہے۔

قبیلہ اور برادری کے تصور کے ساتھ ساتھ معاشرے کے اہم اجزاء کو جاننا ضروری ہے۔ یہ اجزاء ہر معاشرے میں مختلف ہو سکتے ہیں اور ان کا کردار، معاشرے میں ان کے کردار کا نفوذ اور مؤثر ہونا بھی تبدیل ہوتا رہتا ہے، کیوں کہ معاشرہ بے جان اور جامد نہیں بلکہ جاندار حقیقت ہے۔ ہمارا معاشرہ کم و بیش درج ذیل اجزاء پر مشتمل ہے:

2.1.1۔ علماء :- ہمارے معاشرے میں مذہبی علماء کا کردار ہمیشہ سے اہم رہا ہے۔ یہ سماجی، سیاسی اور معاشی اداروں پر مختلف طریقوں سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ امام مسجد یا خطیب معاشرے کا اہم جزو ہیں۔ اسی طرح مدارس کے اساتذہ اور مہتمم صاحبان کا سیاسی و سماجی کردار بھی اہمیت کا حامل ہے جیسا کہ حالیہ برسوں میں مزید نمایاں ہوا ہے۔

2.1.2۔ مشران :- صوبہ سرحد میں برادری یا قبیلہ کے مشران خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ مشران جرگے سے لے کر سیاسی، سماجی اور ترقیاتی منصوبوں تک میں اہم منفی یا مثبت کردار ادا کرتے ہیں۔

2.1.3۔ تاجران و کاروباری طبقہ :- اضافۂ آبادی، شہروں کے پھیلاؤ اور معاشی ترقی کی وجہ سے کاروباری طبقہ بھی ایک اہم جزو کے طور پر اُبھر کر سامنے آیا ہے۔ مضبوط مالی حیثیت کے باعث یہ طبقہ فلاحی منصوبوں میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

2.1.4۔ سیاسی و سماجی طبقہ :- سیاسی و سماجی طبقہ قبیلہ، برادری، تجارتی یا مذہبی عناصر سے اُبھر کر سامنے آتا ہے۔ سیاسی طبقے کے کردار اور اُس کے مؤثر ہونے میں اس کے سماجی پسِ منظر کا اہم کردار ہوتا ہے۔ زیادہ تر سیاسی طبقہ اپنے پسِ منظر کے حساب سے متعلقہ افراد یا طبقوں کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کے مفادات کو آگے بڑھاتا ہے۔ اضافۂ آبادی اور خاص طور پر شہروں کے پھیلاؤ کے باعث دیہی زندگی کے پُرانے سماجی ادارے، بالخصوص خاندان، ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہے ہیں۔ اقتصادی ترقی اور شہری زندگی سے منسلک مسائل مثلاً صحت، فضائی آلودگی اور شہری بلدیاتی نظام نے نئے سماجی اداروں کو جنم دیا ہے۔ شہری نظامِ زندگی انفرادیت کا شکار ہے جبکہ دیہی زندگی اب بھی اجتماعیت کے تحت اپنا نظام چلاتی ہے۔ اسی لیے شہروں میں زیادہ تر غیر حکومتی سماجی ادارے (Non-Governmetnal Institutions"NGO's") اُبھر کر سامنے آئے ہیں اور وہ اب دیہی طرزِ زندگی میں بھی نفوذ کی کوششیں کر رہے ہیں۔ "این جی او" اب عام اور ہر مقامی زبان کا لفظ بن گیا ہے۔

نئے اقتصادی نظام اور مقامی سطح پر جمہوری نظام نے نئی سیاسی قیادت کو جنم دیا ہے۔ قومی سطح پر سیاسی عمل میں مختلف وجوہ کی بنیاد پر جمود رہا ہے۔ مقامی سیاسی قیادت صوبائی اور قومی سطح تک جانے کے باوجود زیادہ تر نظر مقامی مسائل پر ہی مرکوز رکھتی ہے۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے۔ پارلیمانی طریقہ جمہوریت میں ایسے سماجی و سیاسی پس منظر سے اُبھرنے والی قیادت سے قومی یا بین الاقوامی سوچ بالخصوص خواندگی کے حوالے سے یہ توقع رکھنا کہ وہ مقامی سطح سے بالاتر سوچے گی، کسی حد تک ایک سہانا تصور ہی ہو سکتا ہے۔ خوش قسمتی سے کچھ لوگ اب بھی اس سے مستثنیٰ ہیں اور یہی ہمارے لیے باعثِ تقویت ہیں۔

2.1.5۔ **مالک،مزارع،کاشتکار** :- پاکستان ایک دیہی اور زرعی معاشرہ ہے۔مالک ومزارع اس کے اہم جزو ہیں۔مالک ومزارع کا باہمی تعلق اور تناؤ اتنا ہی پرانا ہے جتنی کہ زراعت کی تاریخ پرانی ہے۔مالکانِ زمین اقلیت میں ہونے کے باوجود اکثریتی مزارعین پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مزارعین ہی سب سے پسماندہ ہیں۔ناخواندگی کے باعث ان کی سماجی اور معاشی پسماندگی کسی حد تک ان کی ذہنی پسماندگی میں بھی سرایت کرگئی ہے۔

اس طبقے میں دیہی کسب گر افراد کا شمار بھی کیا جاسکتا ہے۔مالک زمین کاشتکار ہماری معیشت کا اہم حصہ ہیں کیوں کہ پاکستان میں 93 فی صد کاشتکار 5 ایکڑ سے کم زمین کے مالک ہیں۔

2.1.6۔ **آجر واَجیر** :- صنعتی ومعاشی انقلاب نے اجیر اور آجر کو جنم دیا ہے۔دیہی زرعی نظام میں زرعی مشینری نے دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی کو فروغ دیا ہے۔مزدور طبقے کی اکثریت غیر تربیت یافتہ ہے۔کاشتکار کی زرعی تربیت شہری وصنعتی زندگی میں غیر اہم ہوگئی ہے،جس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ زیادہ تر مزدور غیر تربیت یافتہ ہونے کے وجہ سے محض جسمانی مشقت کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔اس بڑے پیمانے پر نقل مکانی نے شہروں میں کچی بستیوں کو فروغ دیا جو تقریباً تمام شہری سہولتوں سے محروم ہیں۔اس سے نئے سماجی،ماحولیاتی اور صحت کے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔اس مزدور طبقے کا خواندہ ہونا نہ صرف ان کی اپنی ذات بلکہ آجر کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔ درحقیقت،تعلیم یافتہ چھوٹے کاروباری،تربیت یافتہ مزدور اور 16 گریڈ سے نیچے کے ملازمین کے ساتھ مل کر کاشتکار پاکستان کی مڈل اور لوئر مڈل کلاس کی تشکیل کرتا ہے۔یہ مڈل کلاس جتنی مضبوط ہوگی اتنا ہی ہمارا سیاسی،سماجی اور معاشی نظام مضبوط ہوگا۔

2.1.7۔ **تعلیم یافتہ طبقہ** :- تعلیم یافتہ طبقہ میں علماء،اساتذہ،تربیت یافتہ افراد،پیشہ ور افراد اور سرکاری وغیر سرکاری ملازمین شامل ہیں۔یہی طبقہ معاشرے کے سیاسی،سماجی اور اقتصادی فیصلے کرتا ہے۔یہی اقلیت میں موجود طبقہ اکثریت پر اثر انداز ہوتا ہے۔

معاشرے کے درج بالا طبقوں یا اجزاء کا معاشرے پر اثر انداز ہونے میں اہم کردار ہے۔اسی طرح معاشرہ بھی ان طبقوں پر مختلف انداز سے اثر

انداز ہوتا ہے۔یہی ہمارے معاشرے کے شراکت دار ہیں۔یعنی ان کے منفی اور مثبت ہر دو پہلو سے مفادات ہیں۔خواندگی کا فروغ یا ناخواندگی کا تسلسل ان

طبقوں کے لیے ایک لحاظ سے بہت ہی اہم ہے۔

2.2 سماجی ادارے (Social Institutions)

معاشرے کے افراد اور طبقے مل کر مختلف سماجی اداروں کو جنم دیتے ہیں۔اس موقع پر ہم سیاسی و اقتصادی اداروں کو بھی سماجی اداروں کا ہی ایک تسلسل تصور کریں گے۔ہر سماجی ادارے سے کئی چھوٹے بڑے مزید سماجی ادارے جنم لیتے ہیں۔یہ نکتہ مدنظر رہے کہ یہ سماجی ادارے ایک دوسرے سے مکمل علیحدگی میں کام نہیں کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے منسلک اور ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔بعض دفعہ ایسے لگتا ہے کہ مختلف سماجی ادارے ایک دوسرے کے متوازی چل رہے ہیں یا ایک وقت میں ایک ہی کردار ادا کر رہے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے۔دراصل ہر ادارہ بہ یک وقت دُہرا اور ہمہ جہتی کردار ادا کر رہا ہوتا ہے۔سماجی ادارے جس طرح ایک ہی وقت میں مختلف کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔اسی طرح معاشرے کے مختلف اجزاء ایک سے زیادہ حیثیت میں معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

حصّہ سوم

سماجی جائزہ

سماجی جائزہ (Social Assessment)

3. سماجی جائزہ

معاشرے کا سماجی جائزہ اور تجزیہ کرتے وقت ہمیں بحیثیت مجموعی سماجی مسائل کا ادراک کرنا ہوگا۔ کسی مثبت یا منفی سماجی پہلو کا تجزیہ راہنمائی کی بجائے غلط حکمت عملی کی طرف بھی لے جا سکتا ہے اور یہی ہماری منصوبہ سازی کا سب سے کمزور پہلو ہوگا۔ ہم نے معاشرتی اجزا یا طبقوں اور سماجی اداروں کا ذکر کرتے وقت زیادہ تر توجہ مسائل پر ہی مرکوز رکھی ہے تا کہ ہر سطح پر کام کرنے والوں کو معاشرتی مسائل اور سماجی اداروں کا مکمل ادراک ہو، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہمارا واسطہ ایک جامد معاشرہ سے ہے۔ دنیا کے کسی بھی معاشرے کی طرح ہمارے معاشرے کے بھی مثبت اور منفی پہلو ہیں۔ منفی پہلوؤں کا مختصر ذکر معاشرتی تضادات میں کیا گیا ہے۔ چند مثبت پہلو درج ذیل ہیں:

3.1 مضبوط خاندانی نظام

دنیا میں معاشی ترقی نے خاندانی نظام کو بُری طرح متاثر کیا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں خاندان کا تصور تقریباً ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ زمانے کی تیز رفتاری نے ہر معاشرے کو متاثر کیا ہے، البتہ قبائلی اور خاندانی نظام میں ٹوٹ پھوٹ، سماجی تناؤ اور دباؤ ہونے کے باوجود بھی ہمارے معاشرے میں خاندان ایک مضبوط سماجی ادارے کی شکل میں موجود ہے۔ خاندان اور قبیلے کا اپنے افراد پر غیر رسمی اثر و رسوخ ہے جو رسمی اثر و رسوخ سے ہر حال میں زیادہ ہے۔ یہ غیر رسمی اثر و رسوخ نہ صرف افراد کو کئی سماجی برائیوں اور جرائم سے روکتا ہے بلکہ سماجی تحرک میں بھی ایک اہم عمل انگیز کے طور پر کام کرتا ہے۔

3.2 سماجی مساوات

معاشی تضادات کے باوجود بھی صوبہ سرحد کا معاشرہ مجموعی طور پر سماجی مساوات کے تصور کا حامل ہے۔ مثلاً یہاں بھارت کے مقابلہ میں ذات پات اور اچھوت نظام نہیں ہے۔ اونچے طبقہ کے لوگ غریب طبقے کا کسی حد تک معاشی استحصال تو کر سکتے ہیں لیکن کسی کی عزت نفس کو مجروح کرنے کے نتائج سے آگاہ ہیں۔ یہاں مختلف طبقوں میں طاقت کا ایک توازن موجود ہے۔

3.3 جرگہ کا نظام

معاشرہ کے مجموعی اخلاقی تنزل نے کسی حد تک جرگے کو متاثر کیا ہے۔اس کے باوجود بھی کافی حد تک مالی اور خاندانی تنازعات جرگے کے ذریعے سے حل ہو جاتے ہیں۔جرگہ صرف عدالت کی طرح مقدمے کا فیصلہ نہیں سناتا بلکہ اس کو حل بھی کرتا ہے۔اس کے برعکس عدالت صرف مقدمے کا فیصلہ کرتی ہے لیکن تنازعہ برقرار رہتا ہے جس سے دشمنی بھی برقرار رہتی ہے۔

3.4 مشران وعلماء کا احترام

علماء اور مشران ہمارے معاشرے کا ایک اہم جزو ہیں اور معاشرے میں اُنھیں خصوصی احترام حاصل ہے۔مشران اور علماء کے فیصلے جن کے بارے میں ایک فریق اعتراضات بھی رکھتا ہو، تسلیم کر لیے جاتے ہیں۔اس سے نہ صرف خاندانی نظام مضبوط رہتا ہے بلکہ کمیونٹی کو بھی استحکام حاصل ہوتا ہے اور عدالتوں پر بھی بے جا مقدمات کا بوجھ نہیں پڑتا۔

کمیونٹی کے تحرک میں مشران اور علماء اہم کردار ادا کرتے ہیں۔کچھ عرصہ سے حجرہ اور مسجد کی بحث شروع کی گئی ہے کہ علماء کا کردار صرف مسجد تک محدود ہو اور مشران حجرہ سنبھالیں۔مسجد اس معاشرے کا سب سے اہم ادارہ ہے۔ہر تنازعے اور جرگے میں علماء کا کردار ہے۔ان دو اداروں کے درمیان تفریق نہیں ہے ہر ایک کا دُہرا کردار ہے۔

3.5 روایات

مہمان نوازی، جرگے کے فیصلوں کا احترام، بزرگوں اور خواتین کی عزت ہماری اچھی روایات ہیں۔ان روایات کو خواندگی کے فروغ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

حصّہ چہارم

موجودہ صورتحال اور فروغ خواندگی

موجودہ صورتحال اور فروغ خواندگی

4.1 موجودہ صورتحال اور فروغ خواندگی

خواندگی کا فروغ خاص کر بذریعہ غیر رسمی طریقہ تعلیم اور تعلیم بالغان کمیونٹی کے تحرک سے ہی ممکن ہے۔ سماجی تحرک کے لیے معاشرے کے اجزاء، طبقوں اور سماجی اداروں کے بارے میں ادراک ضروری ہے۔ معاشرہ ایک زندہ حقیقت ہے۔ عشروں اور صدیوں کے اثرات اور تجربے سے معاشرے کا تجزیہ کیا جاتا ہے اور اس کی بنیاد پر کچھ نتائج بھی اخذ کیے جاتے ہیں۔ ان نتائج کی بنیاد پر حال اور مستقبل کی منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ حکمت عملی ترتیب دی جاتی ہے۔ اس کی کامیابی کے امکانات بھی خاصے روشن ہوتے ہیں لیکن سماجی علوم میں ہمیں ایک زندہ معاشرہ سے واسطہ ہوتا ہے جس پر بیک وقت کئی اندرونی اور بیرونی عوامل کارفرما ہو رہے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایک خارجی واقعہ پورے معاشرتی توازن کو تہہ و بالا کر دیتا ہے۔ اس لیے مستقبل کی منصوبہ بندی اور حکمت عملی ترتیب دیتے وقت معاشرتی معاملات میں ریاضی کے کسی فارمولا کے مطابق عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا۔ کسی تجزیے میں مشاہدات اور ذاتی رائے بھی اہم کردار کی حامل ہوتی ہے۔ حالیہ مثال 9/11 کا واقعہ ہے جس نے اس خطے کی معاشی، سیاسی، انتظامی بلکہ معاشرتی صورتِ حال میں ڈرامائی اور دوررس تبدیلی پیدا کی۔

دوسری طرف ہماری اخلاقی قدریں تیزی سے زوال پذیر ہو رہی ہیں۔ جس کے لیے مختلف عوامل کو ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ پچھلے دو عشروں سے اچھی حکومت (Good Governance) کا فقدان رہا ہے۔ قوانین پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ کرپشن کو فروغ ملا۔ عزت اور بڑھائی کا انحصار صرف دولت ٹھہری۔ علم، قومی خدمت، محنت اور اخلاقی قوت کو غیر ضروری سمجھا گیا۔ عوام کے دلوں میں یہ عقیدہ واضح ہوا کہ دولت اور طاقت سے آپ کوئی بھی عہدہ خرید سکتے ہیں۔ قوانین کا مذاق اُڑایا جا سکتا ہے۔

لیڈرشپ کے فقدان نے خلا کو جنم دیا۔ حکومت کی رٹ کمزور ہوئی۔ راہنماؤں کی اخلاقی قوت برقرار نہیں رہی۔ عوام کو قیادت کی رہنمائی حاصل نہیں رہی۔ ان سب حالات سے غریب اور ناخواندہ سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان مشکلات کا حل کیا ہے جبکہ حالات کو بہتر یا خراب

کرنے والے عناصر پر ہمارا کوئی اختیار نہیں، کیوں کہ زیادہ تر عوامل بیرونی ہیں۔

خواندگی کے فروغ کے لیے کام کرنے والوں کو ان حالات کا تجزیہ کرکے حالات کے مطابق حکمت عملی ترتیب دینی چاہیے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ غریب اور ناخواندہ افراد کی پسماندگی کا ذمہ دار ''تعلیم یافتہ'' طبقہ ہے۔ خواندگی کے فوائد بیان کرتے وقت اس بات کا بھی خیال رہے کہ ہم جن لوگوں کو تحرک یا احساس زیاں دلانا چاہتے ہیں ان کے لیے ہمارے پاس کوئی ایسا مثالی کردار نہیں ہے جسے پیش کیا جا سکے۔ معاشی بدحالی کے حالات میں خواندگی کے زیادہ معاشی فوائد بھی نہیں بیان کیے جا سکتے۔ دینی رہنماؤں کا کردار بھی کوئی زیادہ مثالی نہیں رہا ہے جس کی مثال بطور ترغیب پیش کی جا سکے۔

خلاصہ یہ کہ ہمیں معاشرے کی ذہنی کیفیت، اُن کے ذہن میں اُبھرنے والے سوالات، ریاست اور عوام میں باہمی اعتماد کا فقدان اور ان کے دکھوں کا تجزیہ کرکے ہی معاشرتی تحرک اور فروغ خواندگی کے لیے حکمت عملی ترتیب دینی ہے۔

ناخواندگی اور جاہلیت میں فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ تعلیم کو دانش اور ناخواندگی کو جہالت کے مساوی قرار نہیں دینا ہے۔ معاشرتی تحرک کے دوران یہ تاثر ہی نہ دیا جائے کہ معاشرے میں شعور کی کمی ہے یا ہم شعور بیدار کرنے آئے ہیں۔

ہمیں قبائلی، سماجی، سیاسی راہنماؤں اور علماء کے منفی پہلو یا ان کے ناکامیاں نہیں بیان کرنی ہیں بلکہ مثبت پہلوؤں کو اُجاگر کرنا ہے۔ فروغ خواندگی کی تحریک کے دوران ہم ریاست اور عوام کے درمیان موجود باہمی اعتماد کے فقدان اور تنازعے میں فریق نہیں ہیں بلکہ ہمیں فریقین کے درمیان باہمی اعتماد کو بڑھانے میں رابطے کا کام سرانجام دینا ہے۔

4.2 خواندگی کی وکالت (Advocay)

خواندگی کا فروغ ریاستی قوانین یا ترغیبات سے کیا جا سکتا ہے، مثلاً لائسنس یا ووٹ کا حق صرف خواندہ کو حاصل ہو۔ اب تو کئی غیر ممالک نے ویزے کے لیے خواندہ ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ کمیونسٹ حکومتوں نے بذریعہ قوانین خواندگی کو لازمی قرار دیا۔ پاکستان میں 1985ء میں لازمی خواندگی کا قانون پاس کیا گیا لیکن صوبوں نے ابھی تک اس کا نفاذ نہیں کیا، کیوں کہ اس کے نفاذ میں مختلف سیاسی و انتظامی مشکلات حائل ہیں۔

دوسرا طریقہ یہی رہ جاتا ہے کہ معاشرتی تحرک کے ذریعے خواندگی کو فروغ دیا جائے۔ اس کے لیے کئی محاذوں پر بیک وقت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی بھی سیاسی و جمہوری حکومت کے لیے خواندگی کے لیے وسائل مہیا کرنا ایک مشکل کام ہے، کیوں کہ اس سے فوری سیاسی فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی سیاسی نمائندوں کے ووٹ بینک میں فوری اضافے کی کوئی امید ہو سکتی ہے۔ وسائل کے حصول کے لیے سیاسی نمائندوں کو قائل کرنا بھی ضروری ہے۔

وسائل کے حصول کے بعد ہمارا اصل ہدف ناخواندہ افراد ہیں جن کو بذریعہ کیمونٹی ہی متحرک کیا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے معاشرے کے تمام اجزاء اور سماجی ادارے مثلاً سیاسی، سماجی، قبائلی مشران، علماء اور سماجی ادارے مثلاً مسجد، حجرہ، مدرسہ اور سیاسی ادارے، جن کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے، اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ان معاشرتی اجزاء اور سماجی اداروں کا تفصیلی تذکرہ اسی مقصد کے لیے کیا گیا ہے کہ فروغ خواندگی کے لیے کام کرنے والوں کو معاشرے کی ساخت اور اس کے مختلف اجزاء اور سماجی اداروں کے طریقہ کار سے مکمل واقفیت حاصل ہو۔

سیاسی قیادت کو قائل کرنے کے ساتھ ساتھ نوکر شاہی کو بھی جس میں تعلیم، منصوبہ بندی اور مالیات کے ماہرین شامل ہیں، خواندگی کے لیے وسائل مخصوص کرنے کے لیے آمادہ کرنا ضروری ہے۔ بدقسمتی سے ماہرین تعلیم بھی خواندگی کے فروغ بذریعہ غیر رسمی طریقہ تعلیم کے حق میں نہیں ہیں۔ اس تاثر کو زائل کرنے کے لیے ہر سطح پر رابطوں اور وکالت کی ضرورت ہے۔

4.3 کیمونٹی تحرک کی ضرورت

یہ ایک اہم سوال ہے کہ خواندگی کے فروغ کے لیے کیمونٹی موبلائزیشن کی ضرورت کیوں ہے؟

ہمیں کام ہی اس تصور کے ساتھ شروع کرنا ہے کہ معاشرے میں شعور موجود ہے۔ مقامی کیمونٹی کسی نہ کسی درجے تک منظم بھی ہے۔ وہ اپنے اجتماعی معاملات روزمرہ کی بنیاد پر اور خاص مواقع پر خوش اسلوبی سے چلا رہی ہے۔ اس کی کچھ مثالیں شادی غمی کا اجتماعی نظام، مسجد کا انتظام، پینے کے پانی اور آبپاشی کا نظام ہیں۔ قدرتی آفات میں بھی حکومت کی مداخلت سے قبل ہی مقامی آبادی نے انتہائی منظم طریقہ سے اپنے آپ کو متحرک کیا۔ اس کی تازہ مثال

اکتوبر 2005ء کا زلزلہ ہے۔ حکومت کی جانب سے اپنے وسائل کو حرکت دینے اور موقع پر پہنچنے تک مقامی آبادی نے فوت شدہ افراد کو دفنانے، زخمیوں کو نکالنے اور زندہ بچ جانے والوں کو خوراک مہیا کرنے میں حیرت انگیز جذبے کا مظاہرہ کیا ہے۔ مقامی سماجی ادارے ایک وسیع سماجی سرمایہ ہیں۔ ان میں جذبہ بھی بڑی حد تک موجود ہے۔

خواندگی ایک مسلسل عمل ہے۔ یہ ایک وقتی جذبے سے روبہ عمل نہیں لایا جاسکتا۔ غیر رسمی طریقہ تعلیم کے لیے ایک پروگرام کی ضرورت اس لیے ہے کہ سماجی سرمایہ ہونے کے باوجود جس سطح کی اجتماعیت اور طاقت یکجا کرنے کی ضرورت ہے وہ پوری طرح موجود نہیں۔ پھر سرمایہ کی بھی کمی ہے۔ مقامی معاشرے اپنے طور پر سماجی سرمائے کا پوری طرح استعمال اور سرمائے کا حصول ایک پروگرام کی مدد سے جلد حاصل کرسکتا ہے۔ اہداف کا حصول 2015ء تک یقینی بنانا ہے۔ اس لیے وقت لامحدود نہیں ہے اور وسائل محدود ہیں۔ خواندگی پروگرام کے ذریعے شعور اور اجتماعی طاقت کو ایک سمت دینے کی ضرورت ہے اور یہی معاشرتی تحرک برائے فروغ خواندگی کا بنیادی فلسفہ ہے۔

4.5 فروغ خواندگی کی چند خصوصیات

فروغ خواندگی کی خصوصیات کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے تاکہ وسائل کے استعمال اور اہداف کا بروقت حصول یقینی بنایا جاسکے۔

- نوعمر اور بالغان کے لیے فروغ خواندگی بذریعہ غیر رسمی طریقہ تعلیم کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس طریقے میں رسمی طریقہ تعلیم کے فوائد پروگرام چلانے والوں کو حاصل نہیں ہوتے۔
- ناخواندہ افراد کی بڑی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑے اہداف بروقت اور محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے حاصل کرنے ہوتے ہیں۔
- خواندگی مراکز زیادہ تر دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں پھیلے ہوتے ہیں جن کے لیے خواندگی مواد بروقت مہیا کرنا ہے۔ پھر بڑے پیمانے پر نگرانی اور جائزہ کا نظام ترتیب دینا ہے۔ پھر جائزہ میں صرف یہ مشاہدہ نہیں کہ اہداف حاصل ہو رہے ہیں بلکہ یہ بھی کہ اہداف کا معیار کیا ہے؟ تعلیم بالغان میں وقت کی کمی ہوتی ہے۔ غیر رسمی طریقہ تعلیم کے لیے بڑے پیمانے پر عملے کی تربیت اور استعداد کار بڑھانے کی ضرورت ہے۔

- بالغان کو لمبے عرصہ کے لیے خواندگی کے عمل میں نہیں لایا جا سکتا کیوں کہ ان پر روزمرہ کی بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ وہ سماجی، جسمانی اور معاشی دباؤ کا شکار ہوتے ہیں۔ محدود وقت اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جائزہ اور پڑھائی کا ایک مؤثر نظام ترتیب دیا جائے اسی طرح بیک وقت بہت سی سرگرمیاں ہو رہی ہوتی ہیں اور کئی مراحل ایک ساتھ یا با ترتیب طے کرنے ہوتے ہیں۔

حصّہ پنجم

معاشرتی تضادات

معاشرتی تضادات

5. معاشرتی تضادات

معاشرے کی ساخت اور مختلف اجزاء کا جاننا اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ حقیقت واضح ہو کہ معاشرے کے مختلف طبقے اور اجزاء ایک دوسرے سے کس طرح منسلک ہیں اور باہمی انحصار کی کیفیت کیا ہے؟ مختلف اجزاء اور ادارے ایک دوسرے پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں؟ معاشرہ جتنا جمود اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگا، معاشرتی تضادات اتنے ہی زیادہ اور گہرے ہوں گے۔ ہوسکتا ہے بعض وجوہات کی بنا پر یہ معاشرتی تضادات واضح نہ ہوں یا ان کا تجزیہ ہی نہ کیا جاتا ہو۔ تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ زوال پذیر معاشرہ اپنے تضادات کو تسلیم کرنے اور ان پر بحث کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتا۔

معاشرتی تحرک میں معاشرتی تضادات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ درحقیقت معاشرتی تضادات معاشرے کے تحرک اور ترقی میں رکاوٹ ہوتے ہیں اور اس بات کی علامت ہوتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ صحت مند اور ترقی پذیر نہیں ہے۔ خواندگی کی ترویج کے لیے کام کرنے والوں کے لیے ان معاشرتی تضادات سے آگاہی ضروری ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ فروغ خواندگی کے کارکنان ان معاشرتی تضادات کا فوری خاتمہ کردیں یا ان پر قابو پالیں۔ البتہ خواندگی کی ترقی ایسے معاشرتی تضادات کے خاتمہ میں مد ثابت ہوگی۔ ناخواندگی کی ایک وجہ یہ تضادات بھی ہیں۔ ناخواندگی اور معاشرتی تضادات کا ایک دوسرے سے وجہ اور اثر یا علت و معلول کا تعلق ہے۔

سماجی اداروں کی ساخت، ان کا باہمی تعلق اور طریقہ کار معاشرتی تضادات کو جنم دیتا ہے اور ان کا خاتمہ بھی انہی سماجی اداروں کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ معاشرتی تضادات کا بزور بازو خاتمہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ وقتی طور پر یہ دب جاتے ہیں جو زیادہ نقصان دہ عمل ہے۔

5.1 چند معاشرتی تضادات

5.1.1 قول وفعل میں تضاد

قول وفعل میں تضاد سیاسی، سماجی اور مذہبی قیادت میں موجود ہے۔قول وفعل کا تضاد معاشرتی قدروں کے زوال کی نشانی ہے۔اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں قیادت کے پاس اخلاقی قوت کا فقدان ہے۔ایسی قیادت کسی بھی اہم مقصد کو حاصل کرنے کے لیے معاشرہ کو متحرک نہیں کرسکتی۔ معاشرے کو متحرک کرنے کے لیے معاشرے کا تعاون حاصل کرنا ضروری ہے جو صرف اخلاقی قوت سے ہی ممکن ہے۔ریاستی طاقت اور عہدوں سے معاشرے کو متحرک نہیں کیا جاسکتا۔

5.1.2 رسوماتی مذہب (Ritualistic Religion)

دین کی اصل روح کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی بجائے محض چند رسومات کو ہی مکمل دین سمجھ لیا جاتا ہے۔ہمارا معاشرہ ابھی تک گناہ اور جرم میں فرق واضح نہیں کرسکا۔اس لیے سنگین جرائم کی معافی کو جائز قرار دینے کے لیے مذہب کا سہارا لیا جاتا ہے۔اس سے معاشرے میں منافقت بڑھتی ہے۔رسم ورواج کو مذہب کا درجہ دے دیا جاتا ہے۔مثلاً اسلامی پردہ کی آڑ میں خواتین کو ناخواندہ رکھنا جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔خواندگی کا حصول ہر مسلمان اور عورت کا بنیادی فرض ہے۔اسی طرح رواج کا سہارا لے کر خواتین کو وراثت سے حصہ نہ دینا یا بیوہ کی دوسری شادی کی مخالفت کرنا جبکہ دینِ اسلام کی تعلیمات اس سلسلہ میں بالکل واضح ہیں۔بد قسمتی سے دینِ اسلام کی تعلیمات کی یہ خلاف ورزی اُسی معاشرے میں سب سے زیادہ ہورہی ہوتی ہے جو کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا دعویدار ہوتا ہے۔

5.1.3 ریاست اور عوام میں باہمی اعتماد کا فقدان

ہمارے معاشرے کے افراد ذاتی زندگی میں دیانت دار ہونے کے باوجود اجتماعی زندگی میں بد دیانتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔سرکاری وسائل کا ضیاع اور چوری گناہ اور جرم نہیں سمجھا جاتا۔ریاست اور حکومت نے چونکہ عوام پر اعتماد نہیں کیا اور ان کو اپنا نہیں سمجھا، اس لیے عوام بھی ریاست اور حکومت کو

اپنا نہیں سمجھتے کیوں کہ ریاست اور حکومت میں ان کی شرکت اور ملکیت برائے نام ہے۔

بدقسمتی سے پچھلی نصف صدی میں یہ خلیج کم ہونے کے بجائے کچھ زیادہ ہی ہوئی ہے۔ حکمران طبقہ اور تمام اہم سماجی طبقے قومی مفاد اور عوام دوستی کے نعروں اور تلقین کے باوجود زیادہ تر اپنے مفادات کی نگرانی اور ان کو آگے بڑھانے کے لیے کام کرتے ہیں۔ دوسری طرف عوام بھی ان رہنماؤں کے ارشادات پر عمل کرنے سے گریزاں ہی رہتے ہیں۔ ملک سے محبت کے دعوؤں کے باوجود سرکاری وسائل اور کام کو تا حال "کارِ سرکار" ہی سمجھا جاتا ہے۔ عوام الناس میں "سرکار" کا مطلب اور تصور ایک اجنبی اور غیر ملکی ادارے کا ہی لیا جاتا ہے۔

حصّہ ششم

سماجی تحرک برائے فروغِ خواندگی

سماجی تحرک برائے فروغ خواندگی

6. سماجی تحرک برائے فروغ خواندگی

سماجی تحرک برائے فروغ خواندگی کے بنیادی اُصول وہی ہیں جو کسی بھی پروگرام کے لیے لازمی ہوں گے۔یعنی مقامی معاشرے کے اجزاء اور سماجی اداروں کا بنیادی علم اور ان کا تنقیدی جائزہ۔خواندگی کے فروغ کے لیے اس سماجی جائزے کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیوں کہ خواندگی کے فروغ کے لیے بڑے پیمانے پر تحرک کی ضرورت ہے۔پاکستان میں خواندگی کا تناسب 55 فی صد ہے۔اس وقت دس سال سے زیادہ عمر والے 55 ملین سے زیادہ مردو خواتین ناخواندہ ہیں۔ صوبہ سرحد میں کل خواندگی 47 فی صد ہے۔جبکہ خواتین کی خواندگی صرف 32 فی صد ہے۔صوبہ سرحد کے 24 میں سے 10 اضلاع میں خواتین کی خواندگی کا تناسب دس فی صد سے بھی کم ہے۔

خواندگی کی کم شرح یا دوسرے لفظوں میں ناخواندگی کا حجم کروڑوں کی تعداد میں ہے۔اس سے واضح ہے کہ سماجی تحرک بڑے پیمانے پر اور وسیع علاقوں میں کرنا ہے۔ ناخواندہ افراد ملک،صوبے یا ضلع کے کسی خاص حصے میں ہی مجتمع نہیں بلکہ طول وعرض میں موجود ہیں۔یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ناخواندہ افراد کی زیادہ تعداد دشوار گزار علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے جہاں آمدورفت کے ذرائع بھی کچھ زیادہ بہتر نہیں ہیں۔ہمارے شمالی پہاڑی علاقے اور برفباری کا موسم سماجی تحرک کے کام کو اور بھی دشوار گزار بنا دیتا ہے۔مزید یہ کہ ناخواندہ افراد میں ہر عمر کے لوگ شامل ہیں۔خواندگی کے مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے 10 تا 40 سال کے مردو خواتین ہماری پہلی ترجیح ہونی چاہیے کیوں کہ عمر کا یہ گروپ ملک کی سماجی اور معاشی ترقی کے لیے زیادہ اہم ہے۔اگر چہ خواندگی کے فروغ کے لیے کسی بھی عمر کا فرد غیر اہم نہیں ہے۔

6.1 معاشرتی تحرک کی ابتداء

ہمارے ملک اور خاص طور پر صوبہ سرحد کے معاشرے کے سماجی اور نفسیاتی پہلوؤں کا مختصر تذکرہ کیا گیا ہے تا کہ عملے کی تربیت کے دوران ہی ان

اہم نکات کے بارے میں ان کا ذہن واضح ہو۔روز اول سے ہی یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہم کوئی نیا سماجی ادارہ نہیں بنا رہے۔ہمیں نہ تو موجود معاشرتی اجزاء اور سماجی اداروں کی توڑ پھوڑ مقصود ہے اور نہ اُن کے مدمقابل نئے سماجی ادارے بنانے ہیں۔ ہوسکتا ہے خواندگی کے فروغ کے لیے کام کرنے والوں کے ذہن میں کچھ کامیاب ماڈل ہوں۔کچھ ادارے خواندگی کے فروغ یا کسی اور پروگرام میں ان خطوط پر کام نہ کر رہے ہوں اور پھر بھی 'کامیابی' کے دعوے کرتے ہوں۔ایسی مثالیں ہوسکتی ہیں لیکن تھوڑی گہرائی میں جاکر جائزہ لیں تو ایسے پروگرام محدود مقاصد اور محدود علاقے میں ہی کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس خواندگی کے فروغ میں ہمارا واسطہ نہ صرف ہر عمر کے مرد و خواتین سے ہے بلکہ بیک وقت تمام علاقوں سے ہے۔اگر مالیاتی یا انتظامی مشکلات کی وجہ سے کسی علاقے میں ابھی خواندگی پروگرام نہ بھی شروع کیا گیا ہو تو بھی اگلے مرحلے میں اس علاقے میں جانا ہے۔ایک ایسا معاشرہ جو سماجی اور مذہبی طور پر ''قدامت پرست'' گردانا جاتا ہو، وہاں خواتین کی خواندگی کے فروغ کے لیے کام کی ابتداء غلط تصورات اور ایسے عملی طریقہ سے کرنا جو کہ مقامی سماجی و مذہبی روایات کے مطابق نہ ہو، آغاز سے ہی ناکامی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ مذہبی، قبائلی اور کمیونٹی کے مشران خواندگی پروگرام کی کسی بھی خلاف ورزی کو بہانہ بنا کر پورے پروگرام کو ہی سبوتاژ کر سکتے ہیں۔خواندگی کے مثبت اور نیک خواہشات اُجاگر کیے بغیر مقامی معاشرے کو اپنے حق میں کرنے کی کوششیں کامیاب ہونے کے بہت کم امکانات ہوں گے۔

پھر سماجی اور مذہبی طور پر قدامت پسند معاشرے میں کام کا آغاز ہی مرد حضرات نے کرنا ہے۔وجہ صاف ظاہر ہے کہ ایک تو خواتین کی خواندگی کی شرح کم ہونے کی وجہ سے خواتین خاص طور پر انتظام و انصرام (Managerial and Supervisory level) کی سطح پر دستیاب نہیں ہوں گی۔ اگر اس سطح کی تعلیم ہو بھی تو خاندان سے شاید کام کرنے کی اجازت نہ ملے۔ پھر دشوار گزار علاقے ہیں۔ذرائع آمدورفت کے وسائل کم ہیں۔کئی علاقوں میں اب بھی خواتین کا علاقے کا دورہ کرنا سماجی طور پر قابل قبول نہیں۔اگرچہ وہ گھروں میں جاکر صرف خواتین سے انفرادی یا اجتماعی طور پر ملاقات کر رہی ہوں۔ان کا تنہا یا ڈرائیور کے ساتھ سفر کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔دوسری طرف مرد حضرات کے لیے ابتداء میں خواتین کی بھرتی اور تربیت میں بھی سماجی

مشکلات حائل ہیں۔ عرض یہ کہ ہر مرحلہ اور ہر قدم سماجی ومذہبی روایات کے مطابق ہو۔ یہ بات یاد رہے کہ علماء جب مخالفت پر اتر آئیں تو مضبوط دلائل اور مناظرے سے کامیابی حاصل کرنا مشکل ہے۔ کوشش یہ ہو کہ ایسی نوبت ہی نہ آئے۔

6.2 خواندگی کے مقاصد کیسے بیان ہوں

خواندگی کے فروغ میں ہمارا اصل ہدف ناخواندہ افراد ہوتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان سے رابطہ یا تو ریڈیو، ٹیلی ویژن یا ذاتی طور پر ہی ممکن ہے۔ کیوں کہ وہ تحریر نہیں پڑھ سکتے۔ یہ ناخواندہ افراد معاشرے سے کوئی علیحدہ مخلوق نہیں ہوتے بلکہ اسی معاشرے کا ایک اہم حصہ ہوتے ہیں۔ کتابی دلائل اپنی جگہ لیکن حقیقت یہ ہے کہ خواتین کا کسی بھی خواندگی پروگرام کا حصہ بننے کے لیے خاندان کی اجازت ضروری ہے۔

دس سال سے زائد عمر کے ناخواندہ افراد کے لیے خواندگی بذریعہ غیر رسمی طریقہ تعلیم سے ہی ممکن ہے۔ یہ ناخواندہ افراد عملی زندگی کا حصہ ہوتے ہیں۔ اس بحث میں پڑے بغیر کہ نوعمر افراد محنت مزدوری کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کے لیے الگ سے قوانین اور ادارے موجود ہیں۔ خاص کر مرد حضرات پر سماجی ومعاشی دباؤ کچھ زیادہ ہی ہے۔ ایسے وقت میں جب بین الاقوامی طور پر معاشی بدحالی ہو، معاشرہ اور خاندان ٹوٹ پھوٹ کر شکار ہوں، امن وامان اور بدانتظامی ہو، حکمران طبقے میں جس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ شامل ہے اخلاقی قوت نہ ہو کہ وہ قوم کی راہنمائی کر سکے اور معاشی وانتظامی بدحالی کا ذمہ دار بھی پڑھا لکھا طبقہ ہو تو ایسے وقت میں خواندگی کے حق میں دلائل دینا اور ناخواندہ افراد کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ وہ اپنے ذاتی وقت اور آرام سے دو تین گھنٹے، خواہ کچھ ہی عرصہ کے لیے ہوں، خواندگی کے حصول کے لیے قربان کریں، واقعتاً ایک مشکل کام ہے۔ البتہ اگر خلوص ہو، روایات کی پابندی کرتے ہوئے کام کیا جائے تو ان خراب حالات کو خواندگی کے حق میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہمارا پیغام یہ ہو کہ ناخواندگی ایک عارضی معذوری ہے جو دور کی جا سکتی ہے۔

ناخواندگی اور جاہلیت یا شعور کا نہ ہونا لازم وملزوم نہیں اور نہ ہی ہم ایک برتر حیثیت میں رہتے ہوئے بات کر رہے ہیں۔ ایک اقلیتی تعلیم یافتہ طبقے کے غلط کام اور اُن کی کامیابیاں خواندگی کے حق میں اسلامی تعلیمات کے قوانین کو بدل نہیں سکتیں۔ دین اسلام کے احکامات کے تحت خواندگی محض ایک حق نہیں بلکہ

فریضہ ہے۔اقتدار میں رہنے والے اقلیتی طبقے کی خرابیاں بھی اسی وجہ سے ہیں کہ نا خواندہ اکثریت میں ہونے کے باوجود سیاسی، سماجی اور معاشی فیصلوں میں کوئی کردار نہ ہونے کی وجہ سے عملاً اقلیت میں ہیں۔ہم نے بذریعہ خواندگی اس اقلیت کو اکثریت میں بدلنا ہے۔ ایران اور کوریا جیسے ممالک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔حکومتی نظام کی بہتری میں خواندگی نے سب سے اہم کردار ادا کیا ہے۔کئی دوسرے ممالک مثلاً لبنان اور سری لنکا ہم سے شدید قومی بحرانوں کا شکار رہیں لیکن بہتر شرح خواندگی کی وجہ سے بحیثیت قوم قائم ہیں۔

صوبہ سرحد میں چالیس ہزار خواندگی مراکز قائم کرنے سے اس بات کا تجربہ ہوا ہے کہ خواتین میں خواندگی کے حصول کا شوق زیادہ ہے۔خواندگی قاعدہ سماجی و مذہبی روایات کے مطابق ہو تو سیکھنے کا عمل مزید بہتر ہو جاتا ہے۔نا خواندہ افراد کی اکثریت (ایک لاکھ افراد کے سروے میں 60 فی صد) قرآن پاک پڑھ سکتی ہے۔قرآن پاک کی اس خواندگی کی بنیاد پر خواندگی کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

خواندگی مراکز کا قیام ، نا خواندہ افراد کو خواندگی مراکز تک لانا ، چار پانچ ماہ تک ان کی حاضری کو یقینی بنانا اور پھر مسلسل خواندگی کا تمام عمل صرف سماجی تحرک اور فروغ جذبہ سے ہی ممکن ہے۔نا خواندہ افراد زیادہ تر معاشرے کے غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ان پر معاشی دباؤ بھی بہت زیادہ ہے۔بیروزگاری بھی عام ہے۔ہمارا نظامِ تعلیم معاشی ضروریات اور مارکیٹ کے تقاضے پورے نہیں کرتا اور نا خواندہ خاندان کے کئی افراد تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بے روزگار ہیں۔ان حالات میں ہمارے لیے ایسے نا خواندہ افراد کو خواندگی کے فوائد بیان کر کے قائل کرنا کچھ زیادہ ہی مشکل ہے۔

خواندگی پراجیکٹ صوبہ سرحد (2009-2004) میں عملی خواندگی کو خواندگی پروگرام کا اہم حصہ بنایا گیا جس میں علاوہ دیگر موضوعات کے دینی اور اخلاقی تعلیمات پر توجہ مرکوز کی گئی۔خواندگی مراکز کے اساتذہ اور دیگر عملہ کو ان دینی موضوعات کی تربیت دی گئی۔مساجد اور مدارس میں خواندگی مراکز قائم کیے گئے۔اساتذہ کی بھرتی میں دینی علم رکھنے والے مرد اور خواتین کو ترجیح دی گئی۔ان اقدامات سے نہ صرف ایک کشیدہ مذہبی ماحول کے باوجود خواندگی پروگرام کی مخالفت کم ہوئی بلکہ خواندگی کے فروغ کے لیے سماجی تحرک میں بھی آسانی ہوئی۔ہمارے حالات میں خواندگی پروگرام کا مرکزی نقطہ یہی ہے۔

6.3 کام کیسے شروع ہو!

ہماری انتظامی اکائی ضلع ہے۔اس لیے منصوبہ بندی ضلعی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک ضلع باوجود انتظامی اکائی ہونے کی سماجی اکائی نہ ہو۔ہمیں سماجی یکسانیت یا سماجی غیر یکسانیت کا مکمل ادراک ہو۔ہر دو سماجی حالات کے فائدے اور نقصانات ہیں۔ایک حقیقت پسند تجزیہ سے کسی بھی سماجی حالت کو فروغ خواندگی کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کسی بھی دو اضلاع میں حالات بالکل ایک جیسے نہیں ہو سکتے جبکہ کام کے اصول یکساں ہوں لیکن مقامی حالات کے مطابق حکمت عملی میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔خواندگی پروگرام کا اصل ہدف ناخواندہ افراد ہیں لیکن اس کے لیے معاشرے کے مختلف اجزاء سے پروگرام کا تعارف اور مقاصد کی وضاحت ضروری ہے۔اس مقصد کے لیے کسی بھی طبقے مثلاً قبائلی و کمیونٹی مشران، علماء، تعلیم یافتہ طبقے اور سیاسی مشران سے یکساں رابطہ رکھا جائے۔مقامی سیاسی، نسلی و مذہبی چپقلش میں فریق نہ بنا جائے۔

یہ تاثر نہ دیا جائے کہ خواندگی سے لوگ جہالت کے اندھیرے سے نکل آئیں گے یا معاشرتی ظلم وستم کی داستان بیان کی جائے۔ہماری کچھ روایات مثلاً خواتین کے حقوق وغیرہ اسلامی تعلیمات کی صریحاً خلاف ورزی ہے لیکن قبل از وقت تبدیلی کی بات ہمارے بڑے مقاصد کے حصول میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ خواندگی کے فروغ سے معاشی و سماجی تبدیلی ویسے بھی ناگریز ہے۔ پھر اصل مقصد پر توجہ کیوں نہ مرکوز رکھی جائے۔کسی بھی سماجی طبقے یا ادارے کو کمتر سمجھ کر نظر انداز نہ کیا جائے۔خواندگی کے فروغ کے لیے ہم اکثریت پر انحصار کر کے کامیابی حاصل نہیں کر سکتے بلکہ سو فی صد حمایت درکار ہے۔

6.4 مکالمہ کا آغاز

- کسی بھی ضلعے یا علاقے میں خواندگی پروگرام شروع کرنے سے پہلے ضروریات کا جائزہ لیا جائے۔
- علاقے کے بارے میں مکمل اعداد وشمار مثلاً آبادی، خواندہ و غیرہ خواندہ افراد کی تعداد، روزگار، آب وہوا، مقامی مسائل اور آمدورفت کے ذرائع

کے بارے میں مکمل معلومات اکٹھی کی جائیں۔مقامی معاشرے کا سماجی جائزہ لیا جائے۔

- مقامی معاشرے میں تقسیم یا تنازعات (معاشی، مذہبی، سماجی یا نظریاتی اختلافات) کی موجودگی کی صورت میں کام کا آغاز ایسے کیا جائے کہ خواندگی عملہ مقامی تنازعات میں فریق نہ بن جائے۔

- کمیونٹی، قبائلی، مذہبی، سماجی وسیاسی زعماء کا جائزہ لیا جائے۔

- ناخواندگی کی وجوہات معلوم کی جائیں۔یہ وجوہات معاشی اور سماجی ہوسکتی ہیں۔یہ بھی ممکن ہے کہ موجودہ ناخواندہ افراد جب سکول جانے کی عمر میں تھے تو سکول، خاص کر بچیوں کے سکول کی سہولت ہی موجود نہیں تھی۔ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ والدین نے سماجی روایات کے تحت بچیوں کو لڑکوں کے سکول میں داخل کرانا مناسب نہیں سمجھا۔الغرض ناخواندگی کی وجوہات کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ اُن وجوہات کو مدِنظر رکھتے ہوئے حکمت عملی ترتیب دی جاسکے۔

- کمیونٹی اگر مذہبی اور سماجی طور پر جدت پسند نہیں تو اور بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔خواندگی برائے خواتین کے پروگرام شروع کرنے میں اور بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔

- کوشش کی جائے کہ شہر و دیہات میں سب سے پسماندہ طبقے میں کام شروع کیا جائے۔علماء و قبائلی، سیاسی و سماجی زعماء سے سب سے پہلے رابطہ کیا جائے۔خواندگی کے فروغ کا اصل ہدف سب سے غریب اور کمزور طبقہ ہے۔اس طبقے کی وکالت ریاستی اور حکومتی اداروں میں کامیابی سے سرانجام دینا ایک مشکل کام ہے۔خواندگی کے فروغ کے لیے کام کرنے والوں کو بیک وقت کئی محاذوں پر کام کرنا ہے۔کمیونٹی کو متحرک کرنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ صرف ایک گاؤں کی سطح پر کام کرنے کو کامیابی سمجھا جائے۔

کام کرنے کی بنیادی اکائی گاؤں رہے گا لیکن سوچ اور منصوبہ بندی ہر سطح کے لیے ہونی چاہیے۔تفصیلات بوجہ اختصار نہیں دی جاسکتیں۔ان حقائق

اور اصولوں کے ساتھ منتظمین نے ہر ضلع کے لیے کمیونٹی کو متحرک کرنے کا عملی منصوبہ ترتیب دینا ہے۔ بنیادی اصول یکساں ہوں گے لیکن مقامی حالات و واقعات کے مطابق عملی منصوبہ میں تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں اور یہی کمیونٹی کو متحرک کرنے کا بنیادی اصول ہے۔

6.5 ''خواندگی سب کے لیے'' پراجیکٹ صوبہ سرحد کے تجربات

''خواندگی سب کے لیے'' پراجیکٹ کے چار سال کے تجربے سے یہ سیکھا گیا کہ سرحد کا معاشرہ مذہبی ہے اور کسی بھی پروگرام کی حمایت حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس پروگرام کے مواد یا طریقہ کار میں کوئی ایسا عنصر شامل نہ ہو جسے مقامی لوگ اپنی دینی و سماجی روایات کے خلاف سمجھتے ہوں۔ مثلاً خواندگی کے مواد میں درسی قاعدہ میں خواتین کی تصاویر یا مرد و خواتین کے اکٹھے اجتماعات وغیرہ۔

چونکہ ہماری اکثر ناخواندہ آبادی قرآن پاک پڑھ سکتی ہے اس لیے درسی مواد ایسا ترتیب دیا جائے کہ قرآن پاک کی خواندگی عام خواندگی کے لیے ایک مضبوط بنیاد اور سہارا فراہم کرے۔ عملی خواندگی پر آجکل بہت زور دیا جاتا ہے۔ درحقیقت عملی خواندگی حقوق و فرائض، اخلاقیات و دیگر مسائل زندگی سے آگاہی کے علاوہ ناخواندہ افراد میں مسلسل خواندگی اور سیکھنے کے عمل کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔

''خواندگی سب کے لیے'' (2008ء - 2004ء) منصوبے کی شروع میں بعض علماء اور قبائلی زعماء نے اس بنا پر مخالفت کی کہ مردوں اور خواتین کا اکٹھے خواندگی مراکز کا دورہ ان کی روایات کے خلاف ہے۔ علماء کے نام ایک کھلا خط تحریر کیا گیا جس میں حقیقت کی وضاحت کی گئی۔ درسی قاعدے اور عملی خواندگی کا مواد دکھایا گیا، پھر اس بات کا عملی مظاہرہ کیا گیا کہ سینکڑوں کی تعداد میں خواندگی مراکز مساجد اور مدارس میں کھولے گئے۔ عالمہ خواتین اساتذہ کو بھرتی میں ترجیح دی گئی۔ خواندگی کے ساتھ ساتھ مراکز میں نماز روزہ و دیگر اسلامی اخلاقیات کی تعلیم شروع کی گئی۔ اسی طرح مدارس و مساجد میں قائم خواندگی مراکز کے لیے قراء و علماء اساتذہ کو ترجیح دی گئی۔ چنانچہ انہی وجوہات کی بنا پر صوبہ سرحد کے بعض اضلاع میں بدترین امنِ عامہ کی صورتحال کے باوجود خواندگی پروگرام بہت کم متاثر ہوا۔

یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ زیادہ تر سیاسی رہنماؤں نے ماسوائے عملے کی بھرتی کے خواندگی کے فروغ میں کچھ زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ تعلیم ویسے بھی ہماری ریاست کی اولین ترجیح نہیں رہی۔ ہمارے لیے یہ بھی کامیابی ہے کہ معاشرے کا کوئی ایک طبقہ کم از کم خواندگی پروگرام کی مخالفت نہ کرے۔

ایلیمنٹری ایجوکیشن فاؤنڈیشن، صوبہ سرحد

13/28، گلی نمبر 19، شامی روڈ، پشاور۔ فون نمبر: 091-9212395-6

ویب سائٹ: www.eef.org.pk

بہ اشتراک وتعاون: یونیسکو اسلام آباد